

ایران کے آئین میں گورننس: ایک تقابلی تناظر

سعد امیر ارجمند

سوشیالوجی کے ممتاز سروس پروفیسر اور

گلوبل اسٹڈیز کے سٹونی بروک انسٹی ٹیوٹ

کے ڈائریکٹر

اس پیپر کے لئے مجھے بیسویں صدی میں ایران کے آئین کے حوالے سے "مسلم سیاق و سباق میں آئین میں گورننس کے تاریخی نقطہ نظر کے مسائل کو شامل کرنے" کا کہا گیا تھا۔ ایسا کرنے کے لئے، پہلا نقطہ جو پیش کیا جانا ہے یہ ہے کہ، سلطنت عثمانیہ سے مختلف، جہاں حاکم سلطان اور خلیفہ دونوں تھے—اور جیسا کہ آپ کو یاد ہے، مصطفیٰ کمال نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ 1923 اور 1924 میں ختم کر دیا تھا—گزشتہ دو صدیوں میں ایک آزاد شعیائی مذہبی حکومت کے نمو پا جانے کی وجہ سے ایران میں شہنشاہیت بیسویں صدی میں سیکولر تھی۔ چنانچہ خود مختاری کا مسئلہ مکمل طور پر الجھن سے پاک تھا۔ 1906 کے 7-بنیادی قوانین سازوں کی طرف سے قومی خود مختاری کے اصول کی آئین سازی، شاہ سے قوم (ملت) کے لئے، نئی آئینی ریاست میں محض اقتدار اعلیٰ کی منتقلی ہے، اور ایک تصوراتی مسئلے کو جنم نہیں دیا اور اس وجہ سے نہ ہی کوئی بحث چھیڑی گئی¹۔ چنانچہ "خدا کی حاکمیت" کا مسئلہ—اپنی قرارداد میں بے انتہاء دقت آمیز تھا اور پاکستان کی اسلامی ریاست کے 1956 کے آئین کے بنانے میں اس کے نتائج کو کبھی نہیں اجاگر کیا گیا۔

¹ تاہم، محمد علی شاہ، نے قوسین میں موجود، انہوں نے اپنے ہی ہاتھ سے "الہی فضل سے" (بے-محبت الہی) کا اضافہ کیا، اس کے بعد جب اکتوبر 1907 میں اساسی قانون کا ضمیمہ سائن کرتے ہوئے، آرٹیکل 35 میں "بادشاہ (بادشاہ) کے شخص کو قوم کی طرف سے اقتدار اعلیٰ سپرد کیا جاتا ہے"۔

حکمرانی کے لئے اقتدار اعلیٰ کی اس تبدیلی کو مشروط کرنے کا عمل بیلجئیم کی مملکت کے 1831 کے آئین میں آئینی بادشاہت کے نمونہ کے مطابق بنایا گیا تھا: ریاست کی مختار کُل کی طاقت کو قوم کے ایما پر وزیر اعظم کے ماتحت، اس کے اپنے وزراء کی طرف سے انجام دیا گیا تھا۔ اگر ریاست کے وزراء خود مختار قوم کے لئے کام کر رہے تھے، تو کیا وہ قوم کے منتخب نمائندوں کے طور پر مجلس (ایرانی پارلیمنٹ) کے ذمہ دار تھے؟ دسمبر 30، 1906 کے بنیادی قانون میں اس مسئلے کا ازالہ کرنے والے سیکشن کو نمایاں طور پر "افعال، حدود، اور مجلس کے حقوق پر" کا عنوان دیا گیا، (تاکید کو شامل کیا)، اور یہ ابہام کی ایک بڑی تعداد پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ آئین، پارلیمنٹ کے حقوق کی وضاحت کرتا ہوا، ایک شاہی گرانٹ تھا، جسے شاہ کی طرف سے قائم کیا گیا جو مناسب دکھائی دیا۔ اس طرح حقوق میں سے جو مجلس نے حاصل کیے، وہ وزراء سے سوال کرنے کا حق تھا (آرٹیکل-27) جیسے، وضاحت طلبی/استبضاح کا حق۔ تاہم، صرف مجلس درخواست کر سکتی تھی کہ شاہ ایک وزیر کو برطرف کر دے جو "شاہی دستخط کا احاطہ کرنے والے قوانین" کے مطابق تسلی بخش جوابات فراہم کرنے میں ناکام رہتا ہے، اور قانون (آرٹیکل-29) کی دفعات کی خلاف ورزی کا مجرم پایا گیا تھا۔ اگر وزراء نافذ شدہ قوانین کے مطابق اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکامی کے لئے اپنے ایک عذر کے طور پر تحریری یا زبانی حکم پر انحصار کرتے تھے تو وہ شاہ کو جوابدہ تھے (آرٹیکل 28؛ cf۔ سپلیمنٹ، آرٹیکل-64) 16 ربیع الاول 1325 بالمطابق 30/ اپریل 1907 کو پارلیمنٹ میں وزارتی ذمہ داری کا مروجہ اصول قائم کرنے کے سلسلے میں، مجلس قائم مقام وزیر اعظم، سلطان -علی خان وزیر-افخام کی نگران کابینہ کو سابق لایا گیا۔ وزیر اعظم کو تعینات کرنے کا حق، تاہم، بادشاہت کی ملکیت رہا۔

اس طرح، یہ صرف 8 اکتوبر، 1907 کے ضمنی بنیادی قانون کے ساتھ تھا کہ پارلیمنٹ میں وزارتی ذمہ داری کا اصول واضح طور پر مقرر کیا گیا تھا (آرٹیکلز-70-58)۔ ایک تقابلی نقطہ نظر کے لئے، ہمیں ذہن میں رکھنا چاہئے کہ 1876 کے آئین عثمانی میں پارلیمنٹ کو وزارتی ذمہ داری کے معاملے پر بٹھایا گیا، جو سلطان عبد حامد کے لئے ناقابل قبول تھا اور 1878 (ٹیویریکس 1963) میں اس کی آئین کی معطلی کے لئے ایک اہم وجہ تھا۔ 1907 میں ایران میں بھی یہ مسئلہ پہلی مجلس اور نئی بادشاہت، محمد علی شاہ کے درمیان فساد کی جڑ تھا۔ آرٹیکلز 61-60، 63، اور 67-68 جنہوں نے پارلیمان میں وزراء کی ذمہ داری پر زور دیا حقیقت میں وزراء کی کونسل کے ساتھ ایک جھڑپ کے دوران، کمیٹی کی طرف سے تیار کئے گئے تھے، جنہوں نے، شاہ کے خادموں کے طور پر، مجلس کو جوابدہی پر غور کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بلغاری آئین کے آرٹیکلز 107 اور 153 کی طرح آرٹیکلز 61 اور 62، شخصی حکومت

سے آئینی بادشاہت کی منتقلی کو یقینی بنانے کے لئے مقصود تھے²۔ آرٹیکل 67 نے مجلس کو کسی بھی وزیر کو یا کسی اعتماد کے ووٹ کے بغیر پوری کونسل وزراء کو برخاست کرنے کا اختیار دیا³۔

جیسا کہ 1941 میں رضا شاہ کی دستبرداری کے بعد مجلس ایرانی سیاست میں ایک اہم قوت کے طور پر دوبارہ ابھر کر سامنے آئی، اس کے نوجوان بیٹے، محمد رضا شاہ نے اصل تعیناتی سے پہلے ایک رسمی "رُحجان کے ووٹ" کے لئے مجلس کے لئے اپنی نامزدگی جمع کرانا شروع کر دی۔ جب نومبر 1948 میں، شاہ نے مجلس کی طرف رُحجان کے پیشگی ووٹ بلانے بغیر، محمد سعید کو وزیر اعظم تعینات کیا، تو سابق وزیر اعظم احمد قوام اور ان کی پارٹی نے آئینی ضابطوں کی خلاف ورزی کرنے کا الزام لگایا۔

اکتوبر 1945 کے شروع میں شاہ شاہی اختیار کو بڑھانے کے لئے آئین میں ترمیم کرنا چاہتے تھے، اور 1949 میں، انہوں نے اپنے اصل معماروں میں سے ایک، سید حسین تقی زادہ کی بااثر حمایت حاصل کر لی تھی جنہوں نے دلیل دی کہ آئینی قانون اور سپلیمنٹ دونوں عجلت اور مطلوبہ نظرثانی میں تیار کی گئی تھیں (عظیمی صفحہ 374، شمار 30) اگرچہ آئین میں اس سال ترمیم کی گئی، شاہ کو پارلیمنٹ کو تبدیل کرنے کا حق عطا کیا گیا لیکن وہ نامنظور کرنے کی قانون سازی کا حق حاصل کرنے سے مزید اپنی آئینی طاقت میں اضافہ کرنے میں ناکام رہا (عظیمی، صفحہ 201 تا 207)۔ محمد مصدق کے وزیر اعظم (53-1951) کے طور پر 2 سالہ مدت کے دوران آئینی بحران کے دوران، یہ صدر آئین پسند مصدق ہے جو غیر معمولی اختیارات کا مطالبہ کر رہا ہے جبکہ مجلس میں ان کے اعتدال پسند مخالفین آئینی نظام کے نام پر ان کی کوششوں کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں، اور جب وہ مجلس سے وزیر اعظم کے لئے غیر معمولی یا ہنگامی اختیارات حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے، مصدق نے انہیں ایک ریفرنڈم کے ذریعے منظوری دے دی، جو غیر آئینی تھا (عظیمی، صفحہ 257 تا 338)۔ یہاں، ہم ایک حد تک 1908 میں عثمانی آئین کو بحال کرنے کے لئے سلطان عبد حامد کو مجبور کرنے کے بعد نوجوان ترکوں کی طرف سے بڑھتی ہوئی آمرانہ حکومت کی دہائی کی متناقضہ یاد انگیزی دیکھتے ہیں (شا 1976، جلد 2)

² اگرچہ بنیادی حقوق کا یہ پلندہ بلغاری آئین 1831 کا ترجمہ تھا، تاہم کچھ آرٹیکلز بلغاری آئین 1879 سے ماخوذ تھے۔ (ارجمنڈ 1992)
³ مزید برآں، پرانے فارسی موروثی نظام کی دو ممتاز خصوصیات کو جڑ سے ختم کر دیا گیا تھا: آرٹیکل 63 ان کو جن کے پاس اختیار نہیں تھا ان کی طرف سے اعزازی خطاب "وزیر" کے استعمال سے منع کرتا تھا اور آرٹیکل 68 وزراء کو کسی دوسرے کی متوازی خدمت کو قبول کرنے سے منع کرتا تھا۔

1906-7 میں ایرانی آئینی بادشاہت کے تحت گورننس کے مضامین کو اس کے بلیو پرنٹ سے لیا گیا تھا، 1831 بیلجیم آئین، اسلامی جمہوریہ ایران کے 1979 کے آئین میں سے یہ فرانسیسی پانچویں جمہوریہ کے 1958 کے آئین پر مبنی تھیں جسے بازارگان کے مسودہ کے لئے ماڈل کے طور پر پیش کیا گیا 1979 موسم بہار میں شائع کیا گیا— جو آئینی ماہرین کی ایک اسمبلی کے سامنے منتخب کیا گیا تھا اور خمینی کی قانون ساز (ولایت ای فقیہ) کے منشور کے نظریہ سے پہلے تشہیر کی گئی تھی۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں، نظریہ، دسمبر 1979 میں آئین کی توثیق میں شامل کیا گیا، اور، اس کا سب سے زیادہ شاندار، مذہبی خصوصیت بنا۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ دوسرا آرٹیکل جو میں نے تجویز کیا وہ طرز حکمرانی کے مسئلے کی اہمیت پر بات کرتا ہے جس پر ہم بحث کر رہے ہیں، - ولایت اے فقیہ نے واضح طور پر قومی خود مختاری کے اصول کو گریبن لگایا، جو باوجود اس کے انتخابی اور غیر مطابقت طور پر حاصل کیا گیا تھا، اور اپنے آئینی ڈھانچے کی چوٹی پر، قانون دان کی خودمختاری کو جگہ دی، اور ان پر حکومت سے متعلق آرٹیکلز کو متراکب کیا۔ بہر حال، موخر الذکر اگرچہ ایک ماتحت سطح پر، بازارگان مسودہ سے بچ گئے۔

یہاں سب سے زیادہ واضح تقابلی تبصرہ یہ ہے کہ حکومتی ڈھانچہ ریاست کی مختار کُل طاقت کو ایک صدر اور ایک وزیر اعظم کے درمیان تقسیم کر دیتا ہے، اور غالب طور پر اس کے صدارتی گالست ماڈل کے ہونے کے مقابلے میں زیادہ یکساں طور پر کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اقتدار کے گھر میں ایک صدر اور ایک وزیر اعظم کے اشتراک عمل کا مخصوص مسئلہ خود سے چند سالوں میں پیش ہوا، اور 1980 کے آئینی بحران کے اہم اجزاء میں سے ایک تھا۔ پھر اعتدال پسند تیسرے IRI صدر، علی خامنائی، نے بنیاد پرست وزیر اعظم، میر حسین موسوی، کے ساتھ اشتراک عمل پایا، بڑھتی ہوئی مشکل اور اس کے بارے خمینی سے شکایت کی۔ اشتراک عمل اس آئینی بحران کا اہم جزو نہیں تھا؛ مجلس اور گارڈین کونسل کے مابین تعطل اور ایک اعلیٰ قانون دان کے طور پر خمینی کی جانشینی کا مسئلہ واضح طور پر زیادہ اہم تھے۔ بہر حال، جب خمینی نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے، 1988 میں آئین میں ترمیم کے لئے ایک کمیشن طلب کیا؛ تو مختار کُل اقتدار کو مرکزیت دیتے ہوئے مختار کُل اشتراک عمل کے مسئلے کو حل کرنا سات اہم کاموں میں سے ایک تھا جو اس نے انہیں تفویض کیا (ارجمند، 2001: 311)۔

اگرچہ جون 1989 میں خمینی کی وفات کے بعد ایک ماہ کے دوران بہت سی ترامیم منظوری کی گئیں، کمیشن نے دیانتداری سے ہدایات کی پیروی کی۔ 1989 کی آئینی ترامیم نے اس لئے وزیر اعظم کا عہدہ ختم کرتے ہوئے، اور مُختارکُل اقتدار کے سربراہ کے طور پر صدر کے تحت کابینہ کو براہ راست شامل کرتے ہوئے، صدر اور وزیر اعظم کے ناکام اشتراک عمل کا مسئلہ حل کیا۔ صدر کو نائب صدر کی تعیناتی کی اجازت دیتے ہوئے (آرٹیکل 124)، اور اس کے زیر صدارت ایک اعلیٰ قومی سلامتی کونسل (سوریٰ ای علی امنیات ای ملی) کی تشکیل کی طرف سے مزید مضبوط کیا گیا تھا (آرٹیکل 176) جب صدر ہاشمی رفسنجانی نے اپنی دوسری مدت (1993-97) کے دوران مجلس کی حمایت کھو دی، تو آرٹیکل 124 بہت مفید ثابت ہوا اور انہوں نے نائب صدور کے طور پر عدم اعتماد کے ووٹ کے ساتھ مجلس کے مسترد کردہ اپنے کچھ نامزد افراد کو وزراء تعینات کرنا چاہا، جس کی تعداد دوسری مدت کے شروع ہوتے ہی بڑھ گئی۔

تاہم، ایک رہنما کی حیثیت سے صدر کی پوزیشن نمایاں طور پر کمزور پڑ گئی۔ ایک نئے آرٹیکل (112) نے رہنما کی خدمت میں ریاست کے ایک عضو کے طور پر اسلامی نظام کی دلچسپی کے تعین کے لئے کونسل قائم کی۔ مصلحت/مصلحت کونسل کو مجلس اور گارڈین کونسل کے درمیان تعطل کو حل کرنے کے لئے خمینی ایڈ باک کی طرف سے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے افعال کو اب حکومت سے تصادم کے اصل ارادے سے آگے پھیلا گیا۔ "حکومت کے عمومی پالیسیوں کا تعین" (آرٹیکل 110) سے متعلق اور کسی دوسرے موضوع پر ابھی رہنما سے مشورہ بھی کیا جانا تھا، جس کا اس پر حوالہ دیا۔ اس طرح سے مصلحت کونسل کو اس قیادت کا ایک مشاورتی اہم حصہ بنایا گیا تھا (یعنی اعلیٰ قانون دان کا)، اور اہم ریاستی پالیسیوں کے تعین کا اختیار دیا گیا تھا⁴۔ "قیادت کے ساتھ براہ راست تعلق رکھنے والے معاملات میں" مُختارکُل اقتدار سمیت، 1979 کے آئین میں رہنما کی پہلے سے وسیع اقتدار کو وسیع کیا گیا تھا، ایرانی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے سربراہ کو تعینات اور برطرف کرنے کا اختیار دیتے ہوئے (آرٹیکل 175) صدر کی طرف سے، اسے منتقل کرتے ہوئے، تینوں اقتدار کے درمیان تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی ذمہ داری (آرٹیکل 57) اور اسے مندرجہ بالا "حکومت کی عمومی پالیسیوں کے تعین" کے سپرد کرتے ہوئے (وزیر اعظم کی سابق ذمہ داریوں میں شامل) (آرٹیکل 110) کیا (ارجمنڈ؛ 2009: 38-41)

⁴ یہ خمینی کی تنظیم کی اصل شرائط سے آگے نکل گیا، جو شرط باندھی گئی تھی کہ اسے "دوسری [تین] اقتدار کے ساتھ ساتھ ایک اقتدار نہیں بننا چاہئے" اور کسی اور کونسلر حکومت کے عضو کو اہم اہلکارانہ تسلط کیا گیا۔

تاہم، 1989 کی ترامیم نے اشتراک عمل کا مسئلہ حل نہیں کیا لیکن آسانی سے کلرکانہ بادشاہ کے طور پر اعلیٰ قانون دان اور انتہائی وسیع کردہ مُختار کُل استحقاق کے ساتھ ریاست کے سربراہ کے درمیان اوپر کی طرف منتقل کر دیا، اور اقتدار کے مُختار کُل ک کے طور پر صدر منتخب کیا⁵۔ 1989 اور 1997 کے درمیان، ایک نئے رہنما، آیت اللہ سید علی خمینی اور نئے صدر، اکبر ہاشمی رفسنجانی کے درمیان اشتراک عمل، قابل عمل تھا کیونکہ مؤخر الذکر قیادت ماہرین کی اسمبلی میں سابق کا بادشاہ گر رہا تھا، اور کیونکہ سابق اقتدار کے اہم عہدوں پر اپنے آدمیوں کو خفیہ ترقی دینے کے ساتھ خود مطمئن تھا۔ اشتراک عمل بہت مشکل ثابت ہوا جب سید محمد خاتمی 1997 میں صدر منتخب ہوئے اور فوری طور پر اپنے اصلاحات کے پروگرام پر کام شروع کر دیا۔ جیسے ہی انہوں نے 1997 میں آنے والے مسئلے کو محسوس کیا، آیت اللہ خمینی مصلحت کونسل کے چیئرمین کے طور پر سبکدوش ہونے والے، صدر ہاشمی رفسنجانی، کی اس عہدے پر تعیناتی کی طرف سے، موجودہ صدر تعینات کرنے کی نظیر کے ساتھ مداخلت ہو گئے۔ لیکن وہ اس سے بھی کہیں آگے نکل گئے، خاص طور پر خاتمی کی حمایت کے بعد 2000 میں مجلس نے الیکشن جیت لیا، اور اگلے پانچ سالوں میں اپنے آئینی اختیارات کا بے ایمانہ استعمال اور گارڈین کونسل اور عدلیہ کو قابو کرنے کے ساتھ ان کے تمام اصلاح پسند اقدامات سے مایوس ہو گئے۔

اشتراک عمل کے بحران کے جاری رہنے کی پیشگی روک تھام کے لئے، خمینی نے صدر کے طور پر ایک اور مدت کے لئے ہاشمی رفسنجانی کی بولی کو شکست دینے کے لئے محمود احمدی نژاد کی مدد کی۔ اس حل نے احمدی نژاد کی پہلی مدت (2005-2009) کے لئے کام کیا، لیکن اتنا زیادہ اچھا نہیں، مؤخر الذکر نے اپنے آدمی کے طور پر کام کرنا شروع کر دیا اور اپنی دوسری مدت میں زیادہ سے زیادہ تصریحی طور پر کام کیا۔ لیڈر کے پاس اقتدار کی مدت کے آخری سرکش سالوں میں احمدی نژاد کو قابو کرنے کے لئے مواخذے کی دھمکیوں کا سہارا تھا۔ اسی طرح کی ذاتی طاقت کے ساتھ کسی جانشین کے نہ ہونے کے طور پر، نظر کے سامنے قیادت کے ایک صدی کے ایک چوتھائی سے زیادہ کے دوران اقتدار جمع کیا، اشتراک عمل بہت سے سنگین مسائل میں سے ایک ہو سکتا ہے جو کہ خمینی کی موت کی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے۔

⁵ اس طرح سے 1989 ترمیم شدہ آئین نے ایک پھر صدر کو انداز دیا، انہیں ایک متوازی فیشن میں، مرکزیت بناتے ہوئے، رہنما کی طرف سے مقرر، عدلیہ کا اختیار اور قانون سازی کی طاقت کے سربراہ کے طور پر مجلس کو اسپیکر اسٹائل دینا۔

مشرق وسطیٰ کے ساتھ موازنہ کے طور پر، اقتدار کی صحبت داری وہاں موجود ہے جہاں مختار گل اقتدار کا ایک صدر اور ایک وزیر اعظم کے درمیان اشتراک کیا جاتا ہے۔ ترکی پہلے ذہن میں آتا ہے۔ جب 2002 کے قومی انتخابات میں ان کی پارٹی (AKP) کی وسیع فتح کے بعد، رجب طیب اردگان 2003 میں وزیر اعظم بنے، تو ان کے اور (کیمالسٹ) ترکی کی آئینی عدالت کے سابق صدر، صدر سیزر کے درمیان اشتراک عمل کا مسئلہ پیدا ہو گیا، اگرچہ مؤخر الذکر کی اتھارٹی بہت وسیع نہیں تھی۔ جب AKP نے 2007 میں مقبول ووٹ میں سے 47 فیصد حاصل کئے، اردگان نے اپنے پارلیمانی غلبے کا استعمال کرتے ہوئے سب سے اعلیٰ عہدے پر اپنے آدمی/وزیر، عبداللہ گل کو بٹھا کر مسئلہ حل کر دیا۔ صدر گل نے اپنی آزادی کو نہ دکھا کر بہت سے لوگوں کو مایوس کیا جب اردگان نے اپنے منصوبوں کو بے نقاب کرنا شروع کر دیا، اس کا پہلے سے اعلان کردہ بدنام رائے کہ جمہوریت ایک ٹرین کی طرح ہے؛ ایک بار جب آپ اپنی منزل مقصود تک پہنچ چکے ہوں تو آپ دور ہو جائیں، لیکن اس طرح کسی بھی صحبت داری جھگڑے فساد سے گریز کیا۔ اردگان کے اس منصوبے کا سب سے زیادہ قابلِ بحث اہم حصہ یکسر دو مراحل میں ایک صدارتی نظام تبدیل کرنے سے صحبت داری کے مسئلہ کو ختم کرنا تھا۔ پہلا، صدر کے اختیارات میں انتہائی اضافہ کی طرف سے اور عہدے سے براہ راست انتخابی بنانے سے۔ انہوں نے اگست 2014ء میں ترک جمہوریہ کے پہلے براہ راست منتخب صدر بننے کے لئے دو ریفرنڈم سے منظور شدہ ضروری آئینی تبدیلیاں کیں۔ تب سے، انہوں نے دوسرے مرحلے کو انجام دینے کے لئے ایک پارلیمانی کمیشن قائم کیا ہے— جیسے، ایک مکمل طور پر صدارتی نظام کی راہ ہموار کرنا ہے۔ جیسا کہ اب، آئینی ترامیم کے لیے ان کے پاس ضروری دو تہائی اکثریت نہیں ہے، لیکن وہ فوری انتخابات یا ریفرنڈم، یا دونوں کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔

سابقہ 2011 عرب دنیا میں، نہ مصر اور تیونس، نہ ہی مراکش اور اردن میں آئینی بادشاہتوں میں کوئی بالموافقہ صحبیت داری مسائل دکھائی دیتے ہیں۔ تیونس میں، صحبیت داری کو آئین سازی کے طویل عمل کی طرف سے مانند کر دیا گیا تھا جو کہ جنوری 2014 تک چلا۔ 2010 کے اکتوبر میں ایک آئین ساز قومی اسمبلی کے انتخابات منعقد کئے گئے تھے۔ اسلام پسند ناحدہ پارٹی نے مقبول ووٹ کا 36 صد حاصل کیا اور قومی آئین ساز اسمبلی میں غالب اقلیت بن گئے جس کا 22 نومبر 2011 کو افتتاح کیا گیا اور جنہیں ایٹاکاٹول کے لیڈر کو اپنے صدر کے طور پر منتخب کیا، جو پارٹی تیسرے نمبر پر آئی، وہ مصطفیٰ بن جعفر کی تھی۔ بن جعفر نے اپنے شراکت داروں کے درمیان اقتدار کی تقسیم اور حکمرانوں کے اتحاد کی تشکیل کے لئے ایک سہ فریقی فارمولہ تجویز کیا جو 10 دسمبر 2011 کو عبوری آئینی کے نفاذ کے لئے بنیاد بن گیا — عبوری حکومت کی طاقتوں کو باضابطہ بنانیوالا قانون۔ عوامی اقتدار کی عبوری تنظیم پر قانون نے جمہوریہ کے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان (حکومت کے صدر کے طور پر) اس کے صدر اور مختار کُل طاقت کی تقسیم کے تحت آئین ساز اور قومی آئین ساز اسمبلی کی قانون سازی اقتدار کی وضاحت کی۔ اس کے "تین صدور" شرائط کی مطابقت میں، ایک تیسرے (اگرچہ غیر مختار کُل) صدر کا اضافہ کرتے ہوئے اشتراک عمل مسئلے کی شدت کو کم کیا، دوسری اتحادی جماعت کے رہنما جمہوریہ کے ایک صدر کا انتخاب کرتے ہوئے ایک سہ فریقی مخلوط حکومت تشکیل دی گئی، جمہوریہ کے لئے کانگریس، منصف مرزوقی، جو حمادی جبیلی کی جگہ تعینات ہوئے، انہوں نے اہم اتحادی جماعت، وزیر اعظم کے طور پر، ناحدا کی رہنمائی کی۔⁶(ارجمند

(2014)

⁶ناحدا کے امیر، راشد ال غنوشی، حکومت سے باہر رہنے کو منتخب کرتے ہیں۔ مزید برآں، 25 مارچ 2012، ایک تاریخی سمجھوتے میں، ناحدا نے عدم تردید سے 1959 کے آئین کے آرٹیکل 1 کی تائید کی جو تیونس کو ایک عرب اور مسلم ریاست واضح کرتا ہے لیکن قانون سازی کا ایک ذریعہ کے طور پر شریعت کے کسی حوالے پر مشتمل نہیں۔

مجھے 1989 سے IRI کی حکومت میں ایرانی مصلحت کونسل کے کردار پر واپس جا کر نتیجہ اخذ کرنے دیں۔ اس کے اہم فعل کی خصوصیت بطور قانون سازی بیان کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ مجلس اور گارڈین کونسل کے درمیان ثالثی بنانے کے لئے تھا، اور متنازعہ بل کے مندرجات کے اندر کسی بھی چیز کو اس کے واپس حوالہ دیئے جانے کے بغیر شامل کر سکتا تھا جس کی اسے خواہش ہوتی۔ لیکن، جسا کہ میں نے نشاندہی کی، یہ کسی بھی ریاستی پالیسی کو مقرر کر سکتا ہے جس کا اس کے رہنما کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ سب سے اہم مثال حکومت کی معیشت کی نام نہاد نجکاری شروع کرنے کے لئے 2006 میں IRI آئین کے آرٹیکل 44 کی بنیادی تعبیر نو بے (ارجمند: 2009: 184)۔ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں میرے ذہن میں کوئی متوازی ادارہ نہیں آتا ہے۔ لیکن یہ نمایاں کرتا ہے کہ IRI کا آئین مسلم دنیا میں کسی دوسرے آئین کی نسبت زیادہ مشکل/پیچیدہ ہے۔ اس کے بہت سے اجزاء حکومت میں مداخلت کر سکتے ہیں، لیکن ایسا صرف وقتاً فوقتاً کر سکتے ہیں جیسا کہ انہیں وہ ایک دوسرے کے خلاف کھیلا جا سکتا ہے۔ یہاں سے مختلف ادوار میں ان کی منتقلی کی برتری: خمینی کے تحت مجلس، ہاشمی رفسنجانی کے تحت صدارت، خاتمی کے تحت گارڈین کونسل، اور جب حکومت کے دیگر اجزاء کو ترجیح میں پکارا گیا تو قیادت کے ایک اہم حصے کے طور پر زیادہ مختصراً اور غیر منقطع طور پر مصلحت کونسل۔

حوالہ جات:

ارجمند، S.A. 1992 "آئینی انقلاب. (iii) آئین،" اور "اسلامی جمہوریہ کا آئین،" انسائیکلو پیڈیا ایرانیکا، والیوم-VI، پی پی-150-58، 187-192-

----- 2001 ڈبلیو اینڈی اور آر برنر، eds، میں، "اسلامی جمہوریہ ایران میں شیعہ ازم اور آئینی ترقیات میں حکام" جدید دور میں اثناء عشری شیعہ: مذہبی ثقافت اور سیاسی تاریخ، لیڈین: برال، پی پی-301-32-

----- 2009 خمینی کے بعد: ایران اپنے جانشینوں کے تحت، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

----- 2014 ایم کامراوا، ed. میں، "عرب دنیا میں انقلاب اور آئین،" 2011-12، عرب بہار سے پرے۔ مشرق وسطیٰ میں ابھرتا حکمرانی سمجھوتا، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، پی پی-151-88-

عظیمی، ایف۔ 1989 ایران۔ جمہوریت کا بحران، 1941-53، نیویارک

ڈیہورو، آر 1963 پہلا عثمانی آئینی مدت: مدحت آئین اور پارلیمنٹ کا ایک مطالعہ، جان ہاپکنز یونیورسٹی پریس۔

شا، ایس جے۔ 1976 سلطنت عثمانیہ اور جدید ترکی کی تاریخ، 2 والیوم، کیمبرج یونیورسٹی پریس۔